OPEN ACCESS
RUSHD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: ***Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.***

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
Jan-June-2023
***Vol:* 4, *Issue:* 1**
Email: journalrushd@gmail.com
OJS: https://rushdjournal.com/index

Muhammad Rizwan[1]

Dr Shahzada Imran Ayub[2]

روایت بالمعنی کے قبول ورد میں اختلافاتِ محدثین کا علمی جائزہ

A scholarly review of the differences of the muhadditheen in the narration of hadith with meaning

Abstract

There are two ways of narrating the hadith, one is that the words with which the hadith is recited should be narrated in the same way without changing them. This method of narration of hadith is valid and permissible by consensus. Another way is to narrate the hadith with meaning instead of restricting the words. There is a difference between the narrators regarding the legitimacy and illogicality of this method of *Riwayat*. According to some Muhadditheen, narration the hadith with meaning is absolutely permissible and some Muhadditheen are convinced of absolute illogicality while Jamahur Muhadditheen declares it permissible with a few conditions. All Muhadditheen present certain hadiths, sayings of the Companions and sayings

1 PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore

2 Associate Professor, Department of Islamic Studies, Division of Islamic and Oriental Learning, University of Education, Lahore

of the Salaf as evidence for their own opinions. The study of all these texts shows that it is more preferable to adhere to the words in the tradition of hadith. But if the narrator is a Hafiz, reliable, having a correct knowledge of the words of the Hadith and their meanings, then the tradition with meaning is permissible for him.

Keywords: Hadith, narration with meaning, tradition, Muhadditheen.

روایتِ حدیث ہی ایک ایسا طریق ہے جس کے ذریعے ہم نبی کریم ﷺ کے احوال، سنن اور احکامِ شریعت کی معرفت حاصل کرسکتے ہیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر ائمہ حدیث نے علم حدیث کے حصول اور اس کی اشاعت کو تمام امور پر ترجیح دی حتیٰ کہ روایتِ حدیث کو نفلی نماز اور روزوں سے بھی افضل قرار دیا ہے۔[1] المعافی بن عمران فرماتے ہیں: "ایک حدیث کی کتابت کرنا، ساری رات نماز پڑھنے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔"[2] خطیب بغدادی فرماتے ہیں: "اس زمانے میں بدعت کے ظہور اور اہل بدعت کے غالب ہونے کی وجہ سے علم حدیث کو حاصل کرنا تمام نفلی عبادات سے افضل ہے۔"[3]

روایتِ حدیث کے ساتھ ساتھ محدثین نے تحقیقِ حدیث کے میدان میں بھی بڑی عرق ریزی سے کام لیا تاکہ نبی کریم ﷺ کے فرامین میں کسی غیر کی بات کی آمیزش نہ ہوسکے۔ جہاں صحتِ سند کے لئے اصول وضوابط مقرر کئے وہاں تحقیقِ متن کے بھی معیارات متعین کئے کیونکہ صحتِ حدیث کے لئے صرف سند کا صحیح ہونا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے لئے متن کا درست ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ بات معروف ہے کہ اسناد کا صحیح ہونا صحت حدیث کی شروط میں سے ہے لیکن یہ حدیث کی صحت کو لازم نہیں کرتی بلکہ حدیث چند امور کے جمع ہونے سے صحیح ہوتی ہے

1 الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي، شرف أصحاب الحديث، تحقيق: محمد سعيد خطي، (أنقرة: مكتبة دار أحياء السنة النبوية، س-ن)، ص: 85.

Al-Khatib al-Baghdadi, Abu Bakr Ahmed ibn Ali, Sharaf As-hab al-Hadith, Tahqiq: Muhammad Saeed Khatti, (Ankara: Maktabat Dar Ahya al-Sunnah al-Nabawiyyah, s-n), P.85.

2 أيضاً، ص: 84

Ibid: 84

3 أيضاً، ص: 85

Ibid: 85

ان میں یہ امور ہیں کہ اس کی سند صحیح ہو، وہ معلول، شاذ اور منکر نہ ہو اور اس کا راوی ثقات کی مخالف نہ کرے۔[1] اسناد پر صحیح یا حسن ہونے کا حکم لگانے سے یہی حکم متن پر لازم نہیں آتا کیوں کہ متن کبھی شاذ اور معلول ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہوتا۔[2] گویا صحتِ حدیث کے لئے تحقیقِ سند کی طرح تحقیقِ متن بھی ضروری ہے تحقیق متن کے ضمن میں محدثین کے ہاں ایک بنیادی مسئلہ روایت بالمعنی کے جواز وعدم جواز کے حوالے سے ہے۔اس مضمون میں روایت بالمعنی کے متعلق محدثین کی مختلف آراء کا جائزہ لیا جائے گا۔

روایت بالمعنی کا مفہوم

بنیادی طور پر روایتِ حدیث کی دو اقسام ہیں: روایت باللفظ اور روایت بالمعنی۔

روایت باللفظ: امام ابو شعبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت باللفظ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهو أن يؤدي الراوي المروي على لفظه الذي سمعه من غير تحريف ولا تغيير"[3]

"اس سے مراد ہے کہ راوی حدیث کو بغیر تحریف اور تغیر کے انہی الفاظ میں بیان کرے جن الفاظ میں اس نے سنی ہے۔"

روایت بالمعنی: حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" إذا أراد رواية ما سمعه على معناه دون لفظه"[4]

1 ابن قيم، محمد بن أبي بكر، الفروسية، تحقيق: مشهور بن حسن، (المملكة العربية السعودية: دار الأندلس، طبعة أولى 1414 ه)، ص: 245

Ibn Qayyim, Muhammad ibn Abi Bakr, Al-Furusiyyah, Tahqiq: Mashhur bin Hasan, (Al-Mamlakah al-'Arabiyyah as-Sa'udiyyah: Dar al-Andalus, Taba'a Awla 1414 H), P.245.

2 ابن كثير، إسماعيل بن عمر بن كثير، الباعث الحثيث، تحقيق: أحمد محمد شاكر، (بيروت: مكتبة دار العلمية، س-ن)، ص: 43. صنعاني، توضيح الأفكار، 1 : 177

Ibn Kathir, Isma'il ibn 'Umar ibn Kathir, Al-Ba'ath al-Hathith, Tahqiq: Ahmad Muhammad Shakir, (Beirut: Maktabat Dar al-'Ilmiyyah, S-N), P.43. Sana'ani, Tawdih al-Afkar, 1:177

3 أبو شبهة، محمد بن محمد بن سويلم، الوسيط في علوم و مصطلح الحديث، (بيروت: دار الفكر العربي، س-ن) ص: 39.

Abu Shubah, Muhammad ibn Muhammad ibn Suwaylim, Al-Wasit fi 'Ulum al-Hadith, (Beirut: Dar al-Fikr al-Arabi, S-N), P.39.

4 ابن صلاح، عثمان بن عبد الرحمن، مقدمة، تحقيق: نور الدين عتر، (سوريا: دار الفكر، 1406ه)، ص: 213.

"جب وہ سنی ہوئی حدیث کے الفاظ کے بجائے معانی کو روایت کرے، تو یہ روایت بالمعنی ہوگی۔"

روایت بالمعنی کی مثال: حدیث افک میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چار اساتذہ سے اس واقعہ کے بعض حصص کو سنا، ہر ایک نے اس واقعہ کے بعض اجزاء ذکر فرمائے، ان میں ایک دوسرے کی تصدیق تھی واقعہ کی تفصیلات میں الفاظ کا اختلاف تھا لیکن امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے پورے واقعہ کو چاروں اساتذہ سے سن کر مرتب فرمایا تا کہ واقعہ یکجا ہو جائے۔[1]

روایت بالمعنی کے سلسلے میں محدثین کی مختلف آراء کا تحقیقی جائزہ

روایت بالمعنی کی حیثیت کے متعلق محدثین کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس شخص کے لئے روایت بالمعنی جائز نہیں جو الفاظ اور اس کے مدلولات کی معرفت نہیں رکھتا۔ چنانچہ امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگر راوی کو الفاظ اور ان کے مقاصد کا علم اور معرفت نہیں اور الفاظ کے معانی کی تعبیر سے واقف نہیں اور ان کے مابین تفاوت کی مقادیر کا شعور نہیں رکھتا تو اس کے لئے روایت بالمعنی بالاتفاق جائز نہیں اور اس پر لازم ہے کہ اس نے جو کچھ سنا ہے اسے بغیر کسی تبدیلی کے انہی الفاظ میں روایت کرے جن میں اس نے سنا ہے۔"[2]

امام آمدی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

> "جس رائے پر امام شافعی، مالک، ابو حنیفہ، احمد بن حنبل، حسن بصری رحمہم اللہ اور اکثر ائمہ حدیث کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ ناقل اگر الفاظ کے مدلولات اور مواقع کے اختلاف کی معرفت نہیں رکھتا تو اس کے لئے روایت بالمعنی حرام ہے۔"[3]

Ibn Salah, 'Uthman ibn 'Abd al-Rahman, Muqaddimah, edited by Nur al-Din 'Atar, (Syria: Dar al-Fikr, 1406 H), P. 213.

1 محمد اسماعیل سلفی، مقالات حدیث (گوجرانوالہ: مکتبہ ام القری پبلی کیشنز، طبع اول 2009ء)، ص:480

Muhammad Ismail Salafi, Maqalat-e-Hadith, (Gujranwala: Maktaba Ummul Qura Publications, Tab'ah Awal 2009), P. 480.

2 ابن صلاح، مقدمة، ص:213

Ibn Salah, Muqaddimah, P. 213

3 آمدي، سيد الدين علي بن أبي علي، الإحكام في أصول الأحكام، تحقيق: عبد الرزاق عفيفي (بيروت: المكتب الإسلامي، س-ن)، 2 : 103.

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نقل الحديث بالمعنى دون اللفظ، حرام على الجاهل بمواقع الخطاب ودقائق الألفاظ"[1]

"حدیث کو الفاظ کے علاوہ روایت بالمعنی نقل کرنا اس آدمی کے لئے حرام ہے جو خطاب کے مواقع اور الفاظ کی باریکیوں سے ناواقف ہو۔"

اگر راوی الفاظ کے مقاصد اور تغیرات کا علم اور معرفت رکھتا ہو تو اس بارے میں ائمہ سلف، اصحاب حدیث اور اربابِ فقہ واصول کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔[2]

بنیادی طور پر روایت بالمعنی کے متعلق ائمہ حدیث کے تین موقف پائے جاتے ہیں:

پہلا موقف: مطلقاً ناجائز

بعض ائمہ حدیث کے نزدیک روایت بالمعنی مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ راوی الفاظِ حدیث کے معنی ومفہوم، مقاصد و تغیرات سے واقف بھی ہو۔ ان محدثین کا موقف ہے کہ راوی جن الفاظ کے ساتھ حدیث کو سنے انہی کلمات کے ساتھ روایت کرے۔ حدیث میں کسی قسم کا تغیرو تبدل کرنا جائز نہیں ہے۔

اس رائے کو اختیار کرنے والوں میں حضرت ابن عمر، قاسم بن محمد بن سیرین، رجاء بن حیوہ، مالک بن انس، ابن عیینہ، عبدالوارث، یزید بن زریع اور وہیب رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔[3] امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو بکر

Amidi, Sayyid al-Din Ali bin Abi Ali, Al-Ihkam fi Usul al-Ahkam, Takhrij: Abdul Razzaq Afifi, (Beirut: Al-Maktab al-Islami), 2:103.

1 غزالي، أبو حامد محمد بن محمد، المستصفى، تحقيق: محمد عبد السلام عبد الشافعي (مكتبة دار الكتب العلمية، طبعة أولى 1413 ه)، ص: 33.

Ghazali, Abu Hamid Muhammad bin Muhammad, Al-Mustasfa, Takhrij: Muhammad Abdul Salam Abdul Shafi'i, (Maktabat Dar al-Kutub al-Ilmiyya, First Edition 1413 AH), P. 33

2 ابن صلاح، مقدمة، ص:214

Ibn Salah, Muqaddimah, P. 214

3 بغوي، أبو محمد الحسين بن مسعود، شرح السنة، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، محمد زهير الشويش (بيروت: المكتب الإسلامي، طبعة ثانية 1403 ه)، 1: 238.

الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔[1] خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سلف اور حدیث پر تحقیقی نظر رکھنے والے علماء کی بڑی تعداد نے کہا ہے کہ روایت بالمعنی جائز نہیں ہے بلکہ الفاظ کو بعینہٖ بغیر تقدیم وتاخیر اور حذف واضافہ کے ادا کرنا واجب ہے۔ ان کے نزدیک کلام کے معنی، موضوع اور الفاظ کے قائم مقام چیزوں کے عالم اور غیر عالم میں کوئی فرق نہیں۔“[2]

امام ابن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں کی رائے یوں بیان کرتے ہیں: ”اگر روایت بیان کرنے والا مدلولات کا عالم بھی ہو تو بھی بعض اصحابِ حدیث اور فقہ واصول کے علماء نے روایت بالمعنی کو ناجائز قرار دیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ روایت باللفظ کے سوا روایت کرنا جائز نہیں۔“[3]

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے رقمطراز ہیں: ”جو شخص کوئی حدیث بیان کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی بات منسوب کرے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو جو کچھ پہنچا ہے اسے آگے پہنچائے تو اس کے لئے اس کے سوا کچھ جائز نہیں کہ وہ انہی الفاظ میں ادا کرنے کی کوشش کرے جس میں اس نے سنا تھا کسی حرف کو دوسرے سے تبدیل نہ کرے خواہ ان کے معانی ایک ہوں۔ اور نہ حروف کو مقدم ومؤخر کرے۔“[4]

Baghawi, Abu Muhammad al-Husayn ibn Mas'ud, Sharh al-Sunnah, Tahqiq: Shuayb al-Arnaut, Muhammad Zuhayr al-Shawish, (Beirut: Al-Maktab Al-Islami, Tab'at Thaniyah 1403 H), al-Muraja'ah 1: 238.

1 آمدي، الإحكام، 2: 103

Amidi, Al-Ihkam, 2: 103.

2 خطيب بغدادي، أبو بكر أحمد بن علي، الكفاية في علم الرواية، تحقيق: أبو عبد الله السورقي، إبراهيم حمدي المديني (االمدينة المنورة: المكتبة العلمية)، ص: 198.

Khateeb Baghdadi, Abu Bakr Ahmad ibn Ali, Al-Kifayah fi 'ilm al-riwayah, (Al-Madinah Al-Munawwarah: Al-Maktabah Al-Ilmiyyah), P. 198.

3 ابن جماعة، أبو عبد الله محمد بن إبراهيم، المنهل الراوي، تحقيق: محيي الدين عبد الرحمن رمضان (دمشق: مكتبة دار الفكر، طبعة ثانية 1406 هـ)،. ص: 99.

Ibn Jama'ah, Abu Abdullah Muhammad ibn Ibrahim, Al-Manhal Al-Rawi, (Damascus: Dar Al-Fikr Library, Second Edition, 1406 AH), P. 99.

4 ابن حزم، أبو محمد علي بن أحمد، الإحكام في أصول الأحكام، تحقيق: أحمد محمد شاكر (بيروت: دار الأفاق الجديدة، المجلد الثاني)، ص: 86.

Ibn Hazm, Abu Muhammad Ali ibn Ahmad, Al-Ihkam fi Usul Al-Ahkam, edited by Ahmad

دلائل:

روایت بالمعنی کو مطلقاً ناجائز کہنے والے ائمہ محدثین نص حدیث، عملِ صحابہ اور اقوال سلف صالحین سے استدلال کرتے ہیں۔

نص حدیث:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: کیا میں تمہیں کچھ کلمات نہ سکھا دوں جب تم بستر پر آؤ تو انہیں پڑھا کرو۔ اگر تم ان کلمات کو پڑھنے والی رات وفات پا گئے تو فطرت پر وفات پاؤ گے اور اگر تم نے صبح کی تو خیر کے ساتھ صبح کرو گے۔ تم یہ پڑھا کرو:

"اللهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ."

"حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے یہ الفاظ پڑھے "وبرسولك الذي أرسلت" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور کہا: "وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ "[1]

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس میں ان لوگوں کے حق میں دلیل ہے جو روایت بالمعنی سے منع کرتے ہیں۔"[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس بندے کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی پھر اسے اسی طرح بیان کیا جس طرح اس نے سنا، بعض اوقات حدیث کو وصول کرنے والا سامع سے زیادہ

Muhammad Shakir, (Beirut: Dar Al-Afaq Al-Jadida, Volume 2), P. 86.

1 الترمذي، محمد بن عيسى، سنن الترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إذا أوى إلى فراشه، رقم الحديث: 3394.

Tirmidhi, Muhammad bin 'Isa, Sunan Tirmidhi, Abwab Ad-Du'at, Bab Ma Ja'a Fi Ad-Du'a 'Itha Awaa Ila Furashihi, Hadith number: 3394.

2 ابن حجر، أحمد بن علي بن محمد، فتح الباري (بيروت: دار المعرفة، 1379 ھ)، 1: 358.

Ibn Hajar, Ahmad bin 'Ali bin Muhammad, Fath al-Bari, (Beirut: Dar al-Ma'arifah, 1379 H), 1:358.

حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔[1]

اس حدیث میں یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ راوی حدیث کو ویسے ہی روایت کرے جیسے اس نے سنا اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب انہی الفاظ کو سامنے رکھا جائے جن میں حدیث کو سنا گیا ہے۔ جن لوگوں کے نزدیک روایت بالمعنی ناجائز ہے انہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں روایت بالمعنی میں حدیث کی اصل مراد ہی ضائع نہ ہو جائے اس لئے حدیث کے الفاظ کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔[2]

عملِ صحابہ

امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُشَدِّدُ فِي اتِّبَاعِ لَفْظِ الْحَدِيثِ، وَيَنْهَى عَنْ تَغْيِيرِ شَيْءٍ مِنْهُ."[3]

"ابن عمر رضی اللہ عنہما الفاظِ حدیث کی اتباع میں سختی کرتے تھے اور اس میں کسی قسم کے تغیر سے منع کرتے تھے۔"

حبیب بن عبید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے:

"أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ، كَانَ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ كَالرَّجُلِ الَّذِي يُؤَدِّي مَا سَمِعَ."[4]

"ابو امامہ رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کی طرح روایت حدیث کرتے جو اسی طرح ادا کرتا ہے جیسے اس نے سنا ہو۔"

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

1 خطيب بغدادي، الكفاية، ص:172

Khateeb Baghdadi, Al-Kifayah, P. 172.

2 الجزائري، طاهر بن محمد، توجيه النظر إلى أصول الآثار، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة (حلب: مكتبة المطبوعات الإسلامية، طبعة أولى، 1416 ھ)، المجلد الثاني، صفحة 671.

Al-Jazairi, Taher bin Muhammad, Tawjih al-Nathr ila Usul al-Athar, edited by Abdul Fattah Abu Ghuddah, (Halab: Maktabat al-Matabi'at al-Islamiyyah, first edition, 1416 AH), 2:671.

3 ابن رجب، زين الدين عبدالرحمن بن احمد (أردن: شرح علل الترمذي، تحقيق :همام عبدالرحيم سعيد، مكتبةالمنار، 1407ھ)، ص:429

Ibn Rajab, Zain al-Din Abdul Rahman bin Ahmad, Sharh Al-Ilal al-Tirmidhi, edited by Hamam Abdul Rahim Saeed, (Jordan: Maktabat al-Manar, first edition, 1407 H), P. 429.

4 خطيب بغدادي، الكفاية، ص:172

Khateeb Baghdadi, Al-Kifayah, P. 172.

" مَنْ سَمِعَ حَدِيثًا فَحَدَّثَ بِهِ كَمَا سَمِعَ، فَقَدْ سَلِمَ."[1]

”جس شخص نے حدیث سنی اور اس نے اس کو اسی طرح آگے بیان کیا جیسے اس نے سنا، تو یقیناً وہ محفوظ ہو گیا۔“

صحابہ کرام تو حدیث کے کسی ایک کلمہ میں بھی تبدیلی یا تقدیم تاخیر کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

چناچہ ابو جعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی ایک بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنتا تو اس میں نہ اضافہ کرتا تھا اور نہ کمی۔“[2]

کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کثرت سے روایت کرنا اس اندیشے سے ناپسند سمجھتے تھے کہ کہیں آپ سے روایت کرنے میں کوئی کمی بیشی یا غلطی نہ ہو جائے یہاں تک کہ بعض ایسے تابعین بھی تھے جو حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے ڈرتے تھے بلکہ اسے صحابی پر ہی موقوف کر دیتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ کوئی بات صحابی کے بارے میں غلط ہو جائے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جھوٹ بولنے سے آسان ہے۔[3]

عملِ ائمہ سلف

ائمہ سلف کی ایک جماعت الفاظِ حدیث میں کمی بیشی، تقدیم و تاخیر اور کلمات کی تبدیلی کو ناپسند کرتی تھی۔

معن بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

”امام مالک بن انس حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں "التی، الذی" اوران جیسے الفاظ کے درمیان تغیر کرنے سے بچتے تھے۔“[4]

1 ایضاً

Ibid

2 ایضاً، ص:171

Ibid:171

3 بغوي، شرح السنة، 1: 256

Bugha, Sharh al-Sunnah, 1:256.

4 خطيب بغدادي، الكفاية، ص:178

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

"كَانَ مَالِكٌ إِذَا شَكَّ فِي الْحَدِيثِ طَرَحَهُ كُلَّهُ."[1]

"امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو جب کسی حدیث میں شک ہوتا تو وہ اس پوری کی پوری حدیث کو روایت کرنا چھوڑ دیتے تھے۔"

خلیل بن احمد الفراہیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" فَإِذَا رَوَاهُ بِالْمَعْنَى فَقَدْ أَزَالَ عَنْ مَوْضِعِهِ مَعْرِفَةَ مَا فِيهِ."[2]

"جس نے حدیث کو بالمعنی روایت کیا اس نے حدیث اور اس کی معرفت کو اس کے اصل مقام سے ہٹا دیا۔"

عمارہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"ابو معمر رحمۃ اللہ علیہ حدیث کو بیان کرتے اور اس میں لحن (یعنی اعراب یا گرامر کے کسی اصول کی غلطی) ہوتی تو آپ بھی سنے ہوئے الفاظ کی اقتداء کرتے ہوئے اس میں لحن کرتے۔"[3]

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ علم ان لوگوں کے پاس تھا جن میں سے ایک شخص واو، الف، یا دال کا اضافہ کرنے کے بجائے آسمان سے گرنے کو زیادہ پسند کرتا تھا۔"[4]

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے: "روایت بالمعنی کا سد باب مناسب

Khateeb Baghdadi, Al-Kifayah, P. 178

1 ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد الله، التمهيد، تحقيق: مصطفى بن أحمد العلوي (المغرب: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية، 1387 ھ)، 1: 63

Ibn 'Abd al-Barr, Abu 'Umar Yusuf ibn 'Abdullah, al-Tamhid, edited by Mustafa bin Ahmad al-'Alawi, (Morocco: Ministry of Endowments and Islamic Affairs, 1387 H), 1:63.

2 سيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، "تدريب الراوي"، تحقيق: أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي (مكتبة دار طيبة) ، 1: 537

Suyuti, 'Abd al-Rahman ibn Abi Bakr, "Tadrib al-Rawi", edited by Abu Qutaybah Nazar Muhammad al-Fariyabi, (Dar Tayyiba Library), 1:537

3 خطيب بغدادي، الكفاية، ص:186

Khateeb Baghdadi, Al-Kifayah, P. 186

4 خطيب بغدادي، الكفاية، ص:177

Khateeb Baghdadi, Al-Kifayah, P. 177

ہے تاکہ اچھی طرح روایت بالمعنی کرنے والوں پر ان لوگوں کا غلبہ نہ ہو جائے جو اچھی طرح روایت نہیں کر سکتے جیسا کہ قدیم اور جدید راویوں کی اکثریت کے بارے میں واقع ہوا ہے اور جواز کی رائے رکھنے والوں کے نزدیک بھی اولیٰ یہی ہے کہ حدیث کو بلفظہ بغیر تصرف کے بیان کیا جائے اور ایسی احادیث کو بلفظہ بیان کرنے کی شرط لگانے میں کوئی شک نہیں جن کے اندر تعبدی الفاظ بیان ہوئے ہیں۔"[1]

عقلی دلیل:

روایت بالمعنی میں یہ احتمال ہے کہ کہیں حدیث کا اصل مفہوم اور مقصود ہی ختم نہ ہو جائے۔ اگر کسی راوی کو حدیث میں لفظی تبدیلی کی اجازت دے دی جائے اور اس کے بعد والے رواۃ بھی اس میں تبدیلی کرتے جائیں تو اس طرح آخری راوی تک حدیث کا حلیہ ہی بدل جائے گا اور حدیث اپنے اصل الفاظ سے کوسوں دور چلی جائے گی۔

دوسرا موقف: مطلقاً جائز

بعض ائمہ حدیث کے نزدیک روایت بالمعنی مطلقا جائز ہے۔ یعنی ان کے نزدیک روایتِ حدیث میں سنے ہوئے الفاظ کی پابندی ضروری نہیں بلکہ ان کو بالمعنی روایت کیا جاسکتا ہے۔

دلائل:

روایت بالمعنی کو مطلقاً جائز کہنے والے ائمہ حدیث مندرجہ روایات اور اقوال سلف سے استدلال کرتے ہیں۔

نصِ حدیث

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بالمعنی کے جواز کا اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

" إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ."[2]

---

1 سيوطي، تدريب الراوي ، 1: 537
Suyuti, Tadrib al-Rawi, 1:537.
2 ابن اسماعيل البخاري، صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب نزول القرآن على سبعة أحرف، رقم

اگر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے اپنی رحمت سے اپنی کتاب کو سات حروف میں نازل فرمایا، تو ہمیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کو اس طرح اس لئے نازل کیا گیا تا کہ الفاظ کے اختلاف کے باوجود اس کی قراءت جائز ہو بشر طیکہ اس کے معنی تبدیل نہ ہوں تو کتاب اللہ کے سوا دیگر امور میں تو الفاظ کا اختلاف بطریق اول جائز ہو گا بشر طیکہ اس کا معنی تبدیل نہ ہو۔[1]

عبد اللہ بن سلیمان بن اکیمہ اللیثی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں ہم آپ سے حدیث سنتے ہیں لیکن یہ استطاعت نہیں رکھتے کہ ہم اسے اسی طرح ادا کریں جس طرح آپ سے سنتے ہیں (اس میں حروف کا اضافہ یا کمی ہو جاتی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" إِذَا لَمْ تَحِلُّوا حَرَامًا، وَلَمْ تُحَرِّمُوا حَلَالًا، وَأَصَبْتُمُ الْمَعْنَى، فَلَا بَأْسَ." [2]

”اگر تم حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں بناتے اور معنی کو ٹھیک سمجھتے ہو تو کوئی حرج نہیں۔“

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اس حدیث کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا: "لولا هذا ما حدثنا" اگر یہ اجازت نہ ہوتی تو ہم حدیثیں بیان نہ کر سکتے۔[3]

الحديث: 4992

Ibn Isma'il al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, Kitab Fada'il al-Qur'an, Bab Nazul al-Qur'an 'ala Sab'ah Ahruf, Hadith number: 4992.

1 سيوطي، تدريب الراوي ، 1: 534

Suyuti, Tadrib al-Rawi, 1:534.

2 طبراني، سليمان بن أحمد، المعجم الكبير، تحقيق: حمد بن عبد المجيد السلفي (القاهرة: مكتبة ابن تيمية، الطبعة الثانية)، 7: 100

ابن منده، محمد بن إسحاق، معرفة الصحابة، تحقيق: عامر حسن صبري (ابو ظهبي: مكتبة مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة، الطبعة الأولى، سنة 1426 ه) ، ص: 724

Tabarani, Sulayman ibn Ahmad, Al-Mu'jam al-Kabir, Tahqiq: Hamad bin Abdul Majid al-Salafi, (Cairo: Maktabah Ibn Taymiyyah, 2nd edition), 7:100.

Ibn Mandah, Muhammad ibn Ishaq, Ma'rifat al-Sahaba, Tahqiq: Aamir Hasan Sabri, (Abu Dhabi: Maktabat Matbu'at Jamiat al-Imarat al-Arabiyyah al-Muttahidah, 1st edition, 1426 H), p. 724.

3 سيوطي، تدريب الراوي ، 1: 534

Suyuti, Tadrib al-Rawi, 1:534.

روایت بالمعنی کو ناجائز کہنے والے محدثین اس دلیل کو رد کرتے ہیں کیوں کہ عبد اللہ بن سلیمان بن آکیمہ رحمۃ اللہ علیہ والی روایت جسے طبرانی نے روایت کیا ہے اس کی سند میں ولید بن سلمہ راوی ہے جسے امام دحیم رحمۃ اللہ علیہ نے جھوٹا قرار دیا ہے اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص احادیث وضع کیا کرتا تھا۔[1]

امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اور ابو الازھر، واثلہ بن الاسقع کے پاس گئے تو ہم نے ان سے کہا: ابو الاسقع ہمیں کوئی ایسی حدیث سناؤ جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اور اس کے بارے میں تمہیں کسی قسم کا وہم نہ ہو، اس میں کوئی اضافہ یا خطا بھی نہ ہو۔ اس پر انہوں نے جواب دیا: کیا تم میں سے کسی نے قرآن کا کچھ حصہ حفظ کیا ہے؟ ہم نے جواب دیا: ہاں لیکن وہ ہمیں اچھی طرح یاد نہیں ہم سے اس میں "و" اور "الف" کی کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ اس پر اس نے کہا: یہ قرآن ہے جو تمہارے پاس مکتوب صورت میں موجود ہے اور تم اس کے حفظ میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے اس کے باوجود تمہارا خیال ہے کہ اس میں کمی بیشی ہو جاتی ہے تو یہ باب احادیث کی روایت میں کیونکر ممکن ہے جنہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور ممکن ہے کہ ایک ہی بار سنا ہو۔ تمہارے لئے یہی بات کافی ہے کہ ہم تم تک حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مفہوم کی روایت کریں۔[2]

---

1 ذهبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد، ميزان الإعتدال، تحقيق: علي محمد البجاوي (بيروت: دار المعرفة للطباعة والنشر ، الطبعة الأولى، سنة 1382 ه)، 4: 339

Dhahabi, Abu Abdullah Muhammad ibn Ahmad, Mizan al-I'tidal, Tahqiq: Ali Muhammad al-Bajawi, (Beirut: Dar al-Ma'arifah lil-Tiba'ah wa al-Nashr, 1st edition, 1382 H), 4:339

2 حاكم، محمد بن عبد الله، المستدرك على الصحيحين، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا (بيروت: مكتبة دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى، 1411 ه)، كتاب معرفة الصحابة، باب ذكر واثلة بن الأسقع، رقم الحديث: 6421؛ سيوطي، تدريب الراوي ، 1: 534

Hakim, Muhammad ibn Abdullah, Al-Mustadrak 'ala al-Sahihain, Tahqiq: Mustafa Abdul Qadir Ata, (Beirut: Maktabat Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1st edition, 1411 AH), Kitab Ma'rifat al-Sahaba, Bab Dhikr Wathilah ibn al-Asqa', Hadith number: 6421; Suyuti, Tadrib al-Rawi, 1:534.

اقوال صحابہ وائمہ سلف

حضرت حذیفہ کا قول ہے:

"إِنَّا قَوْمٌ عَرَبٌ نُرَدِّدُ الْأَحَادِيثَ فَنُقَدِّمُ وَنُؤَخِّرُ."[1]

"ہم عرب لوگ باتوں کو دہراتے ہیں تو تقدیم و تاخیر کر جاتے ہیں۔"

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دس کے قریب لوگ حدیث سننے کے لئے بیٹھتے، لیکن ہم میں سے دو لوگ بھی ایک طرح کے الفاظ کے ساتھ اسے بیان نہیں کرتے تھے جبکہ اس کا معنی ایک ہوتا تھا۔"[2]

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اگر ہم آپ کو اسی طرح حدیث بیان کرنے کا ارادہ کریں جس طرح ہم نے اسے سنا ہے تو ہم ایک حدیث بھی تمہیں بیان نہیں کر سکتے۔"[3]

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"كُنْتُ أَسْمَعُ الْحَدِيثَ مِنْ عَشَرَةٍ؛ اللَّفْظُ مُخْتَلِفٌ وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ"[4]

"میں دس لوگوں سے حدیث سنتا تھا جن کے الفاظ مختلف اور معنی ایک ہوتا تھا۔"

ابن عون رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ:

"امام ابراہیم النخعی، حسن بصری اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہم احادیث کو بالمعنی روایت کرتے تھے۔"[5]

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے جامع بیان العلم میں[6] اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے الکفایہ میں ان تمام

---

1 سيوطي، تدريب الراوي ، 1: 535
Suyuti, Tadrib al-Rawi, 1:535.

2 خطيب بغدادي، الكفاية، ص: 204
Khateeb Baghdadi, Al-Kifayah, P. 204

3 خطيب بغدادي، الكفاية، ص: 209
Khateeb Baghdadi, Al-Kifayah, P. 209

4 جامع الترمذي، حديث: 81
Jami` at-Tirmidhi, Hadith: 81

5 ابن رجب، شرح علل الترمذي، 1: 425
Ibn Rajab, Sharh `Ilal at-Tirmidhi, 1: 425

6 ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد الله، جامع بيان العلم وفضله، تحقيق: أبي الأشبال الزهيري،

اقوال اور روایات کو جمع کیا ہے جو روایت بالمعنی کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔[1]

ان تمام اقوال و روایات کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ ان سے مطلقاً جواز ثابت نہیں ہوتا بلکہ مشروط جواز ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیث کے اصلی مفہوم میں تبدیلی نہ ہو لیکن اگر غور کیا جائے تو واضح ہو گا کہ روایت بالمعنی کے مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ حدیث کے مرادی معنی محفوظ ہوں۔ الفاظ کے مفاہیم کو بدل دینے کا نام تو روایت بالمعنی نہیں ہو سکتا اس لئے ان روایات سے مطلقاً جواز پر استدلال کے امکانات موجود ہیں۔

تیسرا موقف: مشروط جواز

جمہور محدثین کی رائے یہ ہے کہ نہ تو روایت بالمعنی مطلقاً ناجائز ہے اور نہ مطلقاً جائز۔ بلکہ بعض شرائط کے ساتھ روایت بالمعنی جائز ہے۔ امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ محدثین کے اختلاف کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ زیادہ صحیح رائے یہ ہے کہ روایت بالمعنی ہر قسم کی احادیث میں جائز ہے اگر راوی الفاظ اور ان کے مقاصد کا عالم ہو اسے یقین ہو کہ اس نے اس لفظ کے معنی کو ادا کر دیا ہے جو اس تک پہنچا تھا۔ کیونکہ یہی وہ صورت حال ہے جس پر صحابہ اور اولین سلف کے احوال شاہد ہیں۔[2]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے فرماتے ہیں:

"فَإِمَّا مَنْ أَقَامَ الْإِسْنَادَ وَحَفِظَهُ وَغَيْرَهُ اللَّفْظَ، فَإِنَّ هَذَا وَاسِعٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، إِذَا لَمْ يَتَغَيَّرْ بِهِ الْمَعْنَى."

"جس شخص نے اسناد کو قائم رکھا اور اسے حفظ کیا اس سے کوئی لفظ تبدیل ہو گیا تو اس کی اہل علم کے ہاں گنجائش ہے اگر اس سے معنی تبدیل نہ ہوں۔"[3]

(السعودية: مكتبة دار ابن جوزي، الطبعة الأولى، 1414 ھ)، 1: 339

Ibn 'Abd al-Barr, Abu 'Umar Yusuf bin 'Abdullah, Jami' Bayan al-'Ilm wa Fadlih, edited by Abi al-Ashbal al-Zuhayri, (Saudi Arabia: Maktabat Dar Ibn Jawzi, First Edition, 1414 H), 1: 339

1 خطيب بغدادي، الكفاية، ص:203

Khateeb Baghdadi, Al-Kifayah, P. 203

2 ابن صلاح، مقدمة، ص:214

Ibn Salah, Muqaddimah, P. 214.

3 ابن رجب، شرح علل الترمذي، 1: 425

مقصد یہ ہے کہ جس نے سند کو قائم رکھا اور اسے حفظ کیا مگر متون میں ایسا تغیر کیا جس سے معنی تبدیل نہ ہوں اور وہ راوی حافظ اور ثقہ بھی ہے اس کی حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے تو اس کے لئے روایت بالمعنی جائز ہے۔[1]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جمہور علماء کا موقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جو شخص محتمل وغیر محتمل، ظاہر اور اظہر، عام اور اعم کے فرق کا علم رکھتا ہے اس کے لئے امام شافعی، مالک، ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہم اور جمہور فقہاء نے روایت بالمعنی کو جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ معنی کو اچھی طرح سمجھتا ہو۔"[2]

شرائط:

جن محدثین کے نزدیک روایت بالمعنی مشروط جائز ہے انہوں نے چند شرائط کا ذکر کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

- راوی الفاظ ومعانی کے مدلولات اور دقائق کی معرفت رکھنے والا ہو۔[3]
- مفردات میں لفظ کی تبدیلی جائز ہے لیکن مرکبات میں جائز نہیں۔[4]
- حدیث کا تعلق امور تعبدی سے نہ ہو جیسے تکبیر صلاۃ اور تشہد وغیرہ۔[5]
- روایت بالمعنی صرف وہ کرے جسے الفاظ اس طرح مستحضر ہوں کہ وہ ان کو تصرف

---

1 ابن رجب، شرح علل الترمذي، 1: 427

Ibn Rajab, Sharh `Ilal at-Tirmidhi, 1: 425

2 غزالي، المستصفى، ص: 133

Ibn Rajab, Sharh `Ilal at-Tirmidhi, 1: 427

Ghazali, Al-Mustasfa, P. 133

3 ابن صلاح، مقدمة، ص:214

Ibn Salah, Muqaddimah, P. 214.

4 ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي، نزهة النظر، تحقيق: نور الدين عتر (دمشق: مطبعة الصباغ، الطبعة الثانية، 1421 ه)، ص: 120

Ibn Hajar, Abu al-Fadl Ahmad ibn Ali, Nazhat al-Nazir, edited by Nur al-Din Atr, (Damascus: Matba'at al-Sibagh, second edition, 1421 H), P. 120.

5 سيوطي، تدريب الراوي، 1: 537

Suyuti, Tadrib al-Rawi, 1:537.

کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔[1]

- مترادف لفظ کی تبدیلی جائز ہے بشرطیکہ صورت حال مشتبہ نہ ہو اس کے سوا لفظ کی تبدیلی جائز نہیں۔[2]
- اس حدیث کو بالمعنی بیان کیا جاسکتا ہے جس کا تعلق جوامع الکلم سے نہ ہو۔[3]
- حدیث رسول ﷺ میں روایت بالمعنی جائز نہیں جبکہ غیر رسول کی حدیث میں جائز ہے۔[4]
- امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بالمعنی کے جائز ہونے کے لئے راوی کے فقیہ ہونے کی شرط لگائی ہے۔[5]
- امام ابن العربی المالکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ روایت بالمعنی صحابہ کے لئے جائز تھا عصر صحابہ کے بعد کسی کے لئے جائز نہیں۔[6]
- ترجمہ اصل عبارت کے معنی کے ابلاغ سے قاصر نہ ہو، اس میں کمی بیشی نہ ہو اور ترجمہ ظاہر وباطن کے لحاظ سے اصل کے برابر ہو۔[7]

---

1 ابن حجر، نزهة النظر، ص:120

Ibn Hajar, Nazhat al-Nazr, P. 120

2 آمدي، الأحكام، 2: 103

Amidi, Al-Ahkam, 2: 103

3 سيوطي، تدريب الراوي ، 1: 537

Suyuti, Tadrib al-Rawi, 1:537.

4 ابن عبد البر، جامع بيان العلم وفضله، 1: 350

Ibn e Abdul Barr, Jaame bayan ul Ilm, 1: 350

5 ابن رجب، شرح علل الترمذي، 1: 430

Ibn Rajab, Sharh `Ilal at-Tirmidhi, 1: 430

6 ابن العربي، محمد بن عبد الله، أحكام القرآن، تحقيق: محمد عبد القادر (بيروت: مكتبة دار الكتب العلمية، الطبعة الثالثة، 1424 ھ)، 1: 35

Ibn al-Arabi, Muhammad bin Abdullah, Ahkam al-Quran, edited by Muhammad Abdul Qadir, (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 3rd edition, 1424 H), 1: 35.

7 رازي، أبو عبد الله محمد بن عمر، المحصول، تحقيق: الدكتور طه جابر فياض العلواني (بيروت: مكتبة مؤسسة الرسالة، الطبعة الثالثة، 1418 ھ)، 4: 467

علامہ طاہر الجزائری رحمۃ اللہ علیہ نے توجیہ النظر میں روایت بالمعنی کی شرائط پر مفصل بحث کی ہے۔[1]

دلائل:

روایت بالمعنی کو مشروط جائز کہنے والوں نے نص حدیث، اجماع، آثار صحابہ اور عقلی دلائل سے استدلال کئے ہیں۔ امام آمدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"راجح قول جمہور کا ہی ہے اور اس پر نص، اجماع، آثار صحابہ اور عقل دلالت کرتی ہے۔"[2]

نص حدیث

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہم سے ایک بات بیان کرتے ہیں جسے ہم اس طرح بیان کرنے کی قدرت نہیں رکھتے جس طرح ہم نے اسے سنا ہوتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمُ الْمَعْنَى فَلْيُحَدِّثْ."

جب تم میں سے کوئی شخص صحیح معنی کو پالے تو اسے حدیث بیان کرنا چاہیے۔[3]

نص سے دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نمائندوں کو مختلف علاقوں میں اوامر ونواہی کے ابلاغ کے لئے بھیجا تھا تاکہ یہ لوگ ان کی زبان میں بات سمجھائیں۔ مقصود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کا ابلاغ نہیں ہوتا تھا بلکہ معانی ومفاہیم کا ابلاغ تھا۔[4]

Razi, Abu Abdullah Muhammad bin Umar, Al-Mahsul, edited by Dr. Taha Jabir Fayyad Al-Alwani, (Beirut: Maktabat Mu'assasat al-Risalah, 3rd edition, 1418 H), 4: 467.

1 طاہر الجزائري، توجيه النظر، 2: 671-702

Tahir al-Jazairi, Tawjih al-Nazar, 2: 671-702.

2 آمدي، الإحكام، 2: 103

Amidi, Al-Ahkam, 2: 103

3 خطيب بغدادي، الكفاية، ص:200

Khateeb Baghdadi, Al-Kifayah, P. 200

4 آمدي، الإحكام، 2: 103

Amidi, Al-Ahkam, 2: 103

اجماع

اجماع کی دلیل بیان کرتے ہوئے علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو اس کی دلیل ابن مسعود کی روایت ہے کہ جب وہ حدیث بیان کرتے تو کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے فرمایا، یا اس طرح فرمایا، اور کسی صحابی نے اس طرح کے بیان پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں فرمایا، تو یہ اجماع ہی ہے۔"[1]

آثار

آثار صحابہ و تابعین سے ثابت ہے کہ وہ روایت بالمعنی کو جائز سمجھتے تھے جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں قائلین جواز کے دلائل کے ضمن میں ذکر کر آئے ہیں۔

عقلی دلائل

روایت بالمعنی کو مشروط جائز کہنے والے عقلی دلیل دو جہتوں سے پیش کرتے ہیں: ایک یہ کہ عجمیوں کے لئے ان کی زبان میں شریعت کی شرح کرنے کے جواز پر اجماع واقع ہے لہٰذا اگر معنی کی تفہیم کے لئے غیر عربی الفاظ استعمال کئے جاسکتے ہیں تو عربی الفاظ کو عربی الفاظ سے بدلنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ دوسرا یہ کہ الفاظ مقصود بالذات نہیں ہیں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مفہوم کئی مرتبہ مختلف الفاظ میں دہراتے۔ اصل مقصود تو معنی ہے اگر معنی حاصل ہو جائے تو الفاظ کے اختلاف سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔[2]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس دلیل کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "جواز کے قائلین کی قوی ترین دلیل یہ ہے کہ عجمیوں کے لئے شریعت کی تشریح ان کی زبان میں اسے جاننے والوں کے لئے بالاجماع جائز ہے۔ لہٰذا جب دوسری زبان عربی کے متبادل استعمال ہو سکتی ہے تو متبادل عربی زبان کا

---

1 آمدي، الإحكام، 2: 104

Amidi, Al-Ahkam, 2: 104

2 ابن حجر، نزهة النظر، ص:119

Ibn Hajar, Nazhat al-Nazr, P. 119

استعمال بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔"[1]

قصص کا مختلف الفاظ میں بیان ہونا

روایت بالمعنی کو جائز کہنے والوں نے ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ قرآن مجید کے اسلوب اور ائمہ سلف کے احوال سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک ہی قصے کو مختلف الفاظ سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ امام سخاوی فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بالمعنی پر اس بات سے حجت لی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور اس کے دشمن فرعون کے متعلق مختلف الفاظ میں خبر دی ہے جس کا معنی ایک ہی ہے اسی طرح قرآن کریم میں تمام انبیاءؑ کے قصے بیان ہوئے ہیں اور ان کے اپنی قوموں کے لئے مختلف زبانوں میں اقوال ہیں جو ہماری طرف بالمعنی نقل کئے گئے ہیں۔[2]

عدم جواز کی دلیل کا جواب:

ان ائمہ حدیث نے نہ صرف اپنے موقف پر دلائل پیش کئے ہیں بلکہ عدم جواز والوں کے دلائل کا بھی رد کیا ہے ان کی بیان کردہ حدیث:

"نَضَرَ اللَّهُ أَمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا، وَأَدَاهَا كَمَا سَمِعَهَا۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "[3]

امام آمدی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل بالمعنی کی دلیل ہے کیوں کہ اس کے الفاظ میں اختلاف پایا جاتا ہے اور پھر

1 سخاوي، أبو الخير محمد بن عبد الرحمن، فتح المغيث، تحقيق: علي حسين علي (مصر: مكتبة السنة، الطبعة الأولى، 1424هـ)، 3: 144

Sakhawi, Abu al-Khair Muhammad ibn Abdul Rahman, Fath al-Mughith, edited by Ali Hussein Ali, (Egypt: Maktabat al-Sunnah, 1st edition, 1424 H), 3:144.

2 سخاوي، أبو الخير محمد بن عبد الرحمن، فتح المغيث، تحقيق: علي حسين علي (مصر: مكتبة السنة، الطبعة الأولى، 1424 هـ)، 3: 144

Sakhawi, Abu al-Khair Muhammad ibn Abdul Rahman, Fath al-Mughith, edited by Ali Hussein Ali, (Egypt: Maktabat al-Sunnah, 1st edition, 1424 H), 3:144.

3 البزار، أبو بكر أحمد بن عمرو، مسند البزار، تحقيق: محفوظ الرحمن زين الله (مدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم، الطبعة الأولى، 1988ء)، 8: 340

Al-Bazzar, Abu Bakr Ahmad ibn Amr, Musnad al-Bazzar, edited by Mahfouz Rahman Zainullah, (Al-Madinah: Maktabat al-Ilm wal-Hikam, 1st edition, 1988), 8:340.

اس روایت میں فقہ کے الفاظ ہیں جس کا مطلب ہے کہ روایت کرنے والے اور روایت وصول کرنے والے کے درجہ تفقہ میں تفاوت ہے اور اس تفاوت کا تعلق معنی سے ہے الفاظ سے نہیں۔"[1]

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث روایت بالمعنی کی نفی کرنے والوں کے خلاف حجت ہے کیوں کہ آپ ﷺ نے اس میں یہ علت بیان کی ہے کہ بہت سارے حدیث کو وصول کرنے والے سامع سے زیادہ یادرکھنے والے ہوتے ہیں اور بہت سارے غیر فقیہ فقہ کو ایسے لوگوں سے بیان کرتے ہیں جو بیان کرنے والوں سے زیادہ فقیہ ہوتے ہیں۔ گویا آپ ﷺ نے اس میں یہ فرمایا ہے کہ جب حدیث وصول کرنے والا سامع سے زیادہ محفوظ رکھنے والا اور فقیہ ہو اور سامع غیر فقیہ اور حدیث کے معنی سے ناواقف ہو تو اس پر روایت باللفظ واجب ہو جاتی ہے تا کہ فقیہ عالم اس حدیث کے معنی کا استنباط کر سکے۔ اگر حدیث بیان کرنے والے اور وصول کرنے والے کی حالت برابر ہو تو اس تعلیل کو بیان کرنے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔ مزید یہ کہ اس حدیث کے رواۃ نے بھی اس کو بالمعنی مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔"[2]

حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے متعلق خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نبی ﷺ نے "وبنبيك الذي أرسلت" کی جگہ "وبرسولك" کے الفاظ کی جو تردید فرمائی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ "النبي" میں "الرسول" کی نسبت زیادہ مدح پائی جاتی ہے اور ان دونوں صفات کی اپنی اپنی جگہیں ہیں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ لفظ "رسول" سب (پیغام لانے والوں) کے لئے بولا جاتا ہے جبکہ لفظ "نبي" انبیاء کے لئے ہی خاص ہے اور انبیاء میں سے رسولوں کو فضیلت دی گئی ہے کیوں کہ ان میں نبوت اور رسالت دونوں چیزیں شامل ہوتی ہیں۔"[3]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کی ایک اور توجیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اذکار کے الفاظ، لفظ کی تعیین اور ثواب کے مقرر ہونے میں توقیفی ہوتے ہیں بعض اوقات کسی لفظ میں کوئی ایسی پوشیدہ بات ہوتی ہے جو دوسرے لفظ میں نہیں ہوتی اگر چہ وہ بظاہر اس کے مترادف ہو۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ ان

---

1 آمدي، الإحكام، 2: 105
Amidi, Al-Ahkam, 2: 105

2 خطيب بغدادي، الكفاية، ص:200
Khateeb Baghdadi, Al-Kifayah, P. 200

3 خطيب بغدادي، الكفاية، ص:200
Khateeb Baghdadi, Al-Kifayah, P. 200

الفاظ کے ساتھ آپ ﷺ کی طرف وحی کی گئی ہو اور آپ ﷺ نے اسی پر توقف کیا ہو۔"[1]

روایت بالمعنی بیان کرنے کے الفاظ

روایت بالمعنی میں ضروری ہے کہ ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جو احتیاط کو ظاہر کریں جیسے: أو كما قال، أو كما ورد وغیرہ۔ جیسا کہ حضرت ابن مسعود، ابو درداء اور انس بن مالک جیسے عظیم صحابہ اس طرح کے الفاظ استعمال کرتے تھے۔[2]

امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"صحابہ اہل زبان تھے اور کلام کے معانی کو سمجھنے میں ساری مخلوق سے زیادہ عالم تھے اس طرح کے جملے صرف خطاء کے خوف سے کہتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ روایت بالمعنی میں کیا خطرات ہیں۔"[3]

خلاصہ بحث

حدیث کو روایت کرنے کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ جن الفاظ کے ساتھ حدیث کا سماع کیا جائے ان میں تغیر و تبدل کئے بغیر اسی طرح آگے روایت کر دیا جائے۔ روایت حدیث کا یہ طریقہ بالاجماع درست اور جائز ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کو الفاظ کی پابندی کے بجائے بالمعنی روایت کر دیا جائے۔ روایت حدیث کے اس طریقہ کے جواز اور عدم جواز کے حوالے سے محدثین کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے بعض محدثین روایت بالمعنی کو مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں اور کچھ ائمہِ حدیث مطلقاً عدم جواز کے قائل ہیں جبکہ جمہور محدثین روایت بالمعنی کو مشروط جائز قرار دیتے ہیں۔ تمام محدثین اپنی اپنی آراء پر بعض احادیث، اقوال صحابہ اور اقوال سلف بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ ان تمام نصوص کے مطالعہ سے یہ بات نمایاں ہوتی ہے کہ روایتِ حدیث میں الفاظ کی پابندی کرنا زیادہ افضل ہے۔ لیکن اگر راوی حافظ، ثقہ، الفاظِ حدیث اور ان کے مدلولات کی صحیح معرفت

---

1 ابن حجر، فتح الباري، 1: 358

Ibn Hajar, Fath al-Bari, 1:358.

2 ابن صلاح، مقدمة، ص:215 ؛ خطيب بغدادي، الكفاية، ص:206

Ibn Salah, Muqaddimah, P. 215; Khatib Baghdadi, Al-Kifayah, P. 206.

3 ابن صلاح، مقدمة، ص:215

Ibn Salah, Muqaddimah, P. 215

رکھنے والا ہو تو اس کے لئے روایت بالمعنی بھی جائز ہے اور اس میں مناسب رائے یہ ہے کہ صحابہ، تابعین، محدثین اور ان کے بعد والوں کے درمیان تفریق کی جائے گی۔ تدوین حدیث سے قبل کے ائمہ سلف کے لئے روایت بالمعنی جائز اور بعد والوں کے لئے ناجائز ہو گی۔ کیونکہ زمانۂ تدوین حدیث تک حاملینِ سنت نبویہ کے اندر وہ تمام صفات پائی جاتی تھیں جو حفاظت حدیث کے لئے ضروری تھیں اوراس میں کوئی شک نہیں کہ دین کی حفاظت اور کتاب و سنت کی صیانت کا اہم کام ان پاک طینت نفوس کے ذریعے انجام پایا جنہیں خاص طور پر اسی کام کے لئے پیدا کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں تقویٰ واصلاح کے ساتھ ساتھ بے مثال ذہانت اور حیرت انگیز قوت حافظہ بھی عطا فرمایا تھا۔ چناچہ الفاظ نبویہ یا اس سے قریب تر الفاظ وتراکیب کی رعایت، معانی کلام کی مکمل ادائیگی اورا س کے اغراض مقاصد کی بھرپور وضاحت کے ساتھ صحاح ومسانید کے اندر احادیث کی تدوین عمل میں آئی۔